قانونی انتباہ : تحریری اطلاع کے بعد اس کتاب کی اشاعت کی اجازت ہے

کتاب	اللہ تعالیٰ کو کون محبوب ہیں اور کس کے ساتھ ہیں؟
مؤلف	**مولانا غیاث احمد رشادی**
کمپیوٹر پروسس	محمد مجاہد خان
بمعرفت	**رشادی کمپیوٹر سنٹر، قدیم ملک پیٹ، حیدرآباد- فون:30909889**
صفحات	﴿۴۶﴾
سن اشاعت	ڈسمبر ۲۰۰۴ء شوام المکرّم ۱۴۲۵ھ
تعداد اشاعت	ایک ہزار
قیمت	دس روپے

ناشر

مکتبہ سبیل الفلاح ایجوکیشنکل اینڈ ویلفئر اسوسی ایشن،رجسٹرڈ - ٦٧٥

نزد یونیک ہائی اسکول، واحد نگر، قدیم ملک پیٹ، حیدرآباد، انڈیا۔فون: 30909889

ویب سائٹ : www.rashadibooks.com

ای میل:maktabasabeelulfalah@yahoo.co.in

ملنے کے پتے

- مکتبہ سبیل الفلاح ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر اسوسی ایشن، رجسٹرڈ نمبر - ۶۷۵،
نزد یونیک ہائی اسکول، واحد نگر، قدیم ملک پیٹ، حیدرآباد- فون:30909889
- ہندوستان پیپر ایمپوریم مچھلی کمان، حیدرآباد-
- حسامی بک ڈپو، مچھلی کمان، حیدرآباد-
- ھدیٰ ڈسٹری بیوٹرس، پرانی حویلی روڈ، حیدرآباد-
- کمرشیل بک ڈپو، چارمینار، حیدرآباد-

دعائے مغفرت کی درخواست

جناب محمد مقصود علی صاحب

واحدنگر، قدیم ملک پیٹ، حیدرآباد، مقیم حال مکہ المکرّمہ، سعودی عربیہ

نے جمیع قارئین سے درخواست کی ہے کہ ان کے والد بزرگوار جناب محترم

محمد واحد علی صاحب مرحوم کریم نگری

کی مغفرت ورفع درجات کیلئے دعاء فرمائیں، اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے ان کے درجات کو بلند فرمائے اوران کو جنت الفردوس نصیب فرمائے۔آمین۔

مکتبہ سبیل الفلاح کے جمیع اراکین و متعلقین اور مدرسہ اسلامیہ دارالسعود، واحدنگر، قدیم ملک پیٹ کے جمیع اساتذہ وطلباء کرام مرحوم کے حق میں دعاء کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات کو بلند فرمائے اوران کو جنت الفردوس نصیب فرمائے

۔(آمین)۔

غیاث احمد رشادی

فہرست مضامین

پہلی بات	٦
اللہ تعالیٰ سے دل کا تعلق	۷

باب اول: وہ خوش نصیب جن سے اللہ تعالیٰ محبت رکھتے ہیں

حضور ﷺ کی اطاعت کرنے والے اللہ تعالیٰ کے محبوب	۱۰
اللہ تعالیٰ صحابہؓ کے محبوب اور صحابہؓ اللہ کے محبوب	۱۱
اللہ تعالیٰ صحابہؓ سے خوش صحابہؓ اللہ تعالیٰ سے خوش	۱۲
توبہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے محبوب	۱۳
متقی اللہ تعالیٰ کے محبوب	۱۳
نیکی کرنے والے اللہ تعالیٰ کے محبوب	۱۴
ثابت قدم رہنے والے اللہ تعالیٰ کے محبوب	۱۵
توکل کرنے والے اللہ تعالیٰ کے محبوب	١٦
انصاف کرنے والے اللہ تعالیٰ کے محبوب	۱۷
پاک لوگ اللہ تعالیٰ کے محبوب	۱۸
مجاہدین اللہ تعالیٰ کے محبوب	۲۰

باب دوم: وہ بدنصیب جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں

زیادتی کرنے والے اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں	۲۲
کافروں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے	۲۳
ظالموں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے	۲۳

- مغروروں اور گھمنڈیوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے ۲۵
- فساد کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے ۲۵
- فساد کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے ۲۶
- فضول خرچی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے ۲۷
- خیانت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے ۲۹
- دغاباز اور ناشکری کرنے والے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے ۳۰
- اِترانے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے ۳۰

وہ کون خوش نصیب ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالی ہوتے ہیں

- اللہ تعالیٰ کا کسی کے ساتھ ہونا کتنی بڑی نعمت ہے ۳۳
- اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں ۳۴
- اللہ تعالیٰ متقیوں کے ساتھ ہیں ۳۵
- اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ساتھ ہیں ۳۵
- اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہیں تو غم کی کیا بات ہے؟ ۳۷
- اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کے ساتھ ہیں ۳۸
- اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے ۳۹
- جہاں تین انسان ہوں وہاں چوتھا اللہ تعالیٰ ہوتا ہے ۴۰
- اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ساتھی ہیں ۴۳
- اللہ تعالیٰ متقیوں کے دوست ہیں ۴۴
- جو اللہ تعالیٰ کو دوست بنالے وہی غالب ہے ۴۵
- اللہ تعالیٰ دشمن ہیں کافروں کے ۴۶
- خلاصۂ کلام ۴۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلی بات

تمام تعریف اس رب رحمان ورحیم کیلئے جس نے ہمارے جسموں میں ایک ایسا عضو پیوست کردیا، جومحبت والفت کا سرچشمہ ہے، درود وسلام رحمتہ للعالمین نبی برحق حضرت محمد رسول ﷺ پر جنھوں نے دلوں میں موجود نفرت کے کانٹوں کو نکالا اور محبت کے پھولوں کی تخم ریزی انسانی قلوب میں کی اور محبت والفت کی خوشبو کو فضاؤں میں بکھیر دیا۔

انسان کے دل میں مختلف چھوٹی بڑی، جاندار و بے جان چیزوں کی محبت ہوتی ہے تاہم سب سے زیادہ مستحکم، پائدار محبت وہ ہے جو ایک انسان کے دل میں اس کے حقیقی خالق و مالک سے متعلق ہوتی ہے جس کو حبِ الٰہی کہا جاتا ہے، جس دل کو اللہ کی محبت کا لطف مل گیا وہ دل کبھی اس محبت سے بے نیاز نہیں ہوسکتا، اور جس کو اس محبت کا کچھ حصہ مل گیا وہ اس محبت کے لطف کو فراموش نہیں کرسکتا، اور جس کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا حصہ نصیب ہوگیا وہ اس محبت کے سامنے اپنی جان اور اپنے مال کی قربانی دینے کیلئے آسانی سے تیار ہوجائے گا۔

قرآن مجید کے مطالعہ کے دوران بار بار میری نظریں ایسی آیتوں پر پڑتیں جس میں اس قسم کا مفہوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کو پسند کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ صابرین کو پسند کرتے ہیں، اس قسم کی آیات پر جب بھی نظر پڑتی تھی یہ خیال آتا تھا کہ ایک ایسی کتاب لکھی جائے جس میں اللہ کی محبت کے بارے میں قرآن مجید کی آیات کی روشنی یہ لکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ کس قسم کے لوگوں سے محبت کرتے ہیں، اور کس قسم کے لوگوں سے محبت نہیں کرتے، چنانچہ کئی مرتبہ اِرادہ کرنے کے باوجود وہ کام نہ ہوسکا، چنانچہ پختہ اِرادہ کرکے میں نے یہ کام شروع کیا الحمدللہ قلیل عرصہ میں یہ کام مکمل ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے لکھنے والے اور پڑھنے والوں کے دل میں محبت ڈال دے۔ آمین۔

غیاث احمد رشادی

اللہ تعالیٰ سے دل کا تعلق

دل محبت کا سرچشمہ ہوتا ہے، انسان کا دل ہر وقت اللہ تعالیٰ کے خاص تصرف میں ہوتا ہے، جب اللہ تعالیٰ برائیوں سے کسی بندے کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں تو اس کے دل اور گناہوں کے درمیان آڑ کر دیتے ہیں اور جب کسی کی بدبختی مقدر ہوتی ہے تو اس کے دل اور نیک کاموں کے درمیان اللہ تعالیٰ آڑ کر دیتے ہیں اس لئے نبی کریم ﷺ یوں دعاء فرماتے تھے:

یا مقلب القلوب ثبت قلبی علیٰ دینک ○

اے دلوں کے پلٹنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت اور قائم رکھئے۔

اسی حقیقت کو سورۂ انفال کی آیت (۲۴) میں بیان کیا گیا کہ:

یایھا الذین اٰمنوا استجیبوا للّٰہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم واعملوا ان اللّٰہ یحول بین المرء وقلبہ وانہ الیہ تحشرون ○ (الانفال/۲۴)

اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول کے کہنے کو بجا لایا کرو جب کہ رسول تم کو تمہاری زندگی بخش چیز کی طرف بلاتے ہوں اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ آڑ بن جایا کرتا ہے آدمی کے اور اس کے قلب کے درمیان میں، اور بلاشبہ تم سب کو اللہ ہی کے پاس جمع ہونا ہے۔

دلوں کو پلٹنے والے رب ذوالجلال سے دل کا گہرا رشتہ اور مضبوط تعلق ہے اسی لئے قرآن مجید میں اس حقیقت کا انکشاف کیا گیا کہ:

الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب ○ (الرعد۔۲۸)

خبردار! اللہ کی یاد سے دلوں کو سکون نصیب ہوتا ہے۔

جب انسانی دل سے اللہ تعالیٰ کا یہ تعلق ہے تو پھر اس دل میں اسی رب ذوالجلال کی محبت کو بطورِ خاص جگہ دینی ہوگی، نبی کریم ﷺ نے محبتِ الٰہی کیلئے اللہ تعالیٰ سے یوں دعاء کی تھی:

اللّٰھم انی اسئلک حبک وحب من یحبک والعمل الذی یبلغنی حبک وحب من یحبک والعمل الذی یلبغنی حبک اللھم اجعل حبک احب الی من نفسی و اھلی ومن الماء البارد O(ترمذی)

اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں تیری محبت، یعنی مجھے اپنی محبت عطا فرما اور اپنے ان بندوں کی محبت بھی عطا فرما جو تجھ سے محبت کرتے ہیں، اور ان اعمال کی بھی محبت مجھے عطا فرما جو تیری محبت کے مقام تک پہنچاتے ہوں، اے اللہ! ایسا کردے کہ اپنی جان اور اہل و عیال کی محبت اور ٹھنڈے پانی کی چاہت سے بھی زیادہ مجھے تیری محبت اور چاہت ہو۔

نبی کریم ﷺ کی اس پیاری دعاء سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ دل کو محبتِ الٰہی سے کس قدر گہرا اور مضبوط تعلق اور رشتہ ہونا چاہئے۔

وہ خوش نصیب
جن سے اللہ تعالیٰ محبت رکھتے ہیں

حضورﷺ کی اطاعت کرنے والے اللہ تعالیٰ کے محبوب

دل میں جو محبت ہوتی ہے وہ ایک پوشیدہ چیز ہے، کسی سے کسی کو محبت ہے یا نہیں، کسی سے کسی کو محبت کم ہے یا زیادہ، اس محبت کا کوئی ظاہری پیمانہ نہیں ہے، بلکہ اس محبت کا اندازہ حالات، معاملات اور واقعات سے لگایا جاسکتا ہے، محبت کو ان آنکھوں سے دیکھا نہیں جاسکتا، البتہ محبت کے چند آثار اور چند علامتیں ہوتی ہیں جن سے یہ پہچانا جاسکتا ہے کہ محبت ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کس قدر ہے؟۔ اللہ تعالیٰ کی محبت جو ہمارے دلوں میں ہے وہ بھی ایک پوشیدہ حقیقت ہے، اس محبت کے آثار و علامات یہ ہیں کہ ہم اپنے آپ کو نبی کریمﷺ کی زندگی کے مطابق بنالیں اور آپﷺ کی سچی اور کامل اتباع و اطاعت کرلیں، اللہ تعالیٰ کی محبت کی یہی کسوٹی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے محبوب نبی کریمﷺ کو حکم دیا کہ اے پیارے پیغمبر! آپ کہہ دیجئے:

قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ و یغفرلکم ذنوبکم و اللّٰہ غفور رحیم ،
قل اطیعوا اللّٰہ و الرسول فان تولوا فان اللّٰہ لا یحب الکفرین O (اٰل عمران/۳۲)

آپ لوگوں سے فرمادیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو اور محبت رکھنے کی وجہ سے یہ بھی چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کرے تو تم لوگ اس مقصد کے حاصل کرنے کے طریقوں میں میرا اتباع کرو، کیونکہ میں خاص اسی تعلیم کیلئے مبعوث ہوا ہوں، جب ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سارے گناہوں کو معاف کردیں گے، اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے اور بڑی عنایت کرنے والے ہیں، آپ یہ بھی فرمادیجئے کہ تم اطاعت کیا کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی، پھر اگر وہ لوگ اعتراض کریں تو اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتے۔

اگر دنیا میں آج کسی شخص کو واقعی اپنے رب حقیقی کی محبت کا دعویٰ ہو تو اس کیلئے یہ لازم ہے کہ وہ اپنے آپ کو حضورﷺ کی اتباع کی کسوٹی پر آزمالے، سب کھرا کھوٹا معلوم ہوجائے

گا، جو شخص اپنے دعویٰ میں جتنا سچا ہوگا اتنا ہی حضور اکرم ﷺ کی اتباع کا زیادہ اہتمام کرے گا اور آپ ﷺ کی لائی ہوئی روشنی کو مشعل راہ بنائے گا اور جتنا اپنے دعویٰ میں کمزور ہوگا اسی قدر آپ کی اطاعت میں سستی اور کمزوری دیکھی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ صحابہؓ کے محبوب اور صحابہؓ اللہ کے محبوب

اللہ تعالیٰ کی محبت کے پانے کے اسباب خود اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں پیدا کئے ہیں، اب بندے کے اختیار میں ہے کہ وہ ان اسباب کو اختیار کرے اور اللہ تعالیٰ کی محبت پالے صحابۂ کرامؓ نے ان اسباب کو قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں پہچانا اور نبی کریم ﷺ کی سنتوں کو اپنی زندگی کا محور اور مرکز بنایا اور زندگی کے ہر شعبہ میں سنت کی اتباع کو اپنے لئے لازم کرلیا، نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی محبت سے سرشار ہوگئے اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کے مقابلہ میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنھم کی ایسی پاکیزہ جماعت کا وجود بخشا جن کی زندگی کا مشین یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کا محبوب بن جائے اور وہ اللہ کے محبوب بن جائیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان صحابۂ کرام کے بارے میں جو اللہ کے محبوب بن گئے یوں اِرشاد فرمایا:

یـایها الذین اٰمنوا من یرتد منکم عن دینه فسوف یاتی اللّٰه بقوم یـحبهـم ویحبونه اذلة علی المومنین اعزة علی الکفرین یجاهدون فـی سبیـل الـلّٰـه ولا یـخـافون لومة لائم ذالک فضل اللّٰه یؤتیه من یشاء واللّٰه واسع علیم O (المائدہ/ ۵۴)

جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو پیدا کردے گا جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہوگی اور ان کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی، مہربان ہوں گے وہ مسلمانوں پر، تیز ہوں گے وہ کافروں پر، جہاد کرتے ہوں گے اللہ کی راہ میں اور وہ لوگ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہیں عطا فرمادیں اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں بڑے علم والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ صحابہؓ سے خوش صحابہؓ اللہ تعالیٰ سے خوش

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایمان و اسلام کے جس پیارے دائرہ میں رکھا ہے اور عبادتوں کے جس مقدس ماحول میں رکھا ہے، اور دنیوی اعتبار سے جس سطح پر اللہ نے ہم کو رکھا ہے ہم اللہ کے رب ہونے پر خوش ہیں اور اس کے ہر فیصلہ پر دل کی گہرائی سے راضی ہیں یہی وہ اونچا مقام ہے جس پر انبیاء کرام اور صحابہ کرام موجود تھے، اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو خلیل کسی کو کلیم، کسی کو حبیب اور کسی کو صفی وغیرہ بنایا اور صحابہ کرامؓ کی پوری جماعت کے بارے میں فیصلہ سنادیا کہ رضی اللّٰہ عنھم و رضوا عنه اللہ ان سے راضی اور خوش ہوگیا اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے یہی وہ مقام اور درجہ ہے بلکہ منزل مقصود ہے جس پر ہر مومن کو پہنچنے کی کوشش اور جدوجہد کرنی چاہیے، اسی لئے ہم کو نبی کریم ﷺ نے یہ تعلیم دی کہ ہم یوں کہیں۔

رضیت باللّٰہ ربا وبالاسلام دینا و بمحمد نبیا O

میں اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد عربی ﷺ کے نبی ہونے پر خوش ہوگیا۔

اس درجۂ عالیہ پر پہنچنے کے بعد ہی آدمی کا شمار اللہ کے گروہ میں ہوتا ہے اور ایسے ہی لوگوں کو عالم میں دیگر اقوام کے مقابلہ میں غلبہ نصیب ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ومن یتول اللّٰہ ورسولہ والذین اٰمنوا فان حزب اللّٰہ هم الغالبونO (المائدہ/ ۵۶)

اور جو شخص اللہ سے دوستی رکھے گا اور اس کے رسول سے اور ایمان دار لوگوں سے تو اللہ کا گروہ بیشک غالب ہے۔

توبہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے محبوب

ان اللّٰہ یحب التوابین و یحب المتطھرین O (البقرہ/۲۲۲)

بے شک اللہ کو پسند آتے ہیں توبہ کرنے والے اور پسند آتے ہیں گندگی سے بچنے والے۔

انسان سے کبھی غلطیاں اور کوتاہیاں ہوجاتی ہیں، انسان کا غلطیوں ، کوتاہیوں اور گناہوں میں مبتلا ہونا جس قدر معیوب ہے اس سے زیادہ یہ بات معیوب ہے کہ وہ غلطی ، کوتاہی اور گناہ کے بعد اعتراف واقرار، ندامت وشرمندگی اور توبہ وانابت کے بجائے اور زیادہ ضدی اور سرکش بن جائے اور گناہ کا اقرار کرنے سے مکر جائے، گناہ کے صادر ہوجانے کے بعد نجات اور سلامتی کی راہ انسان کیلئے صرف ایک ہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے گناہوں کا اعتراف کرے اور جس گناہ میں وہ مبتلا تھا، اس گناہ کی گندگی سے اپنے آپ کو بچالے، ایسے ہی بندے اللہ تعالیٰ کو محبوب اور پسندیدہ ہوتے ہیں، چنانچہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو توبہ کرنے والے اور گندگی سے بچنے والے پسند آتے ہیں، ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں جو گناہ کے بعد فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوتے ہیں اور سچے دل سے توبہ کرتے ہیں اور پھر اس قسم کی گندگی اور برائی سے اپنے آپ کو بچالیتے ہیں اور پاک وصاف بن جاتے ہیں۔

متقی اللہ تعالیٰ کے محبوب

بلی من او فی بعھدہ واتقیٰ فان اللّٰہ یحب المتقین O (آل عمران/۷۶)

کیوں نہیں! جو شخص اپنے عہد کو پورا کرے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرے تو بیشک اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں ایسے متقیوں کو۔

اللہ تعالیٰ کے وہ بندے جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا ڈر اور خوف ہو، اور اسی ڈر کی وجہ سے وہ تقویٰ والی زندگی اختیار کریں اور اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کریں، نیز مخلوق سے کئے ہوئے جائز عہد کو پورا کریں تو اس کا بہترین صلہ یہ ملے گا کہ انہیں اللہ کی

محبت نصیب ہوگی، اور جس کو اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب ہو جائے، اس کی کامیابی پر کس طرح شک کیا جاسکتا ہے؟۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عہد کو پورا کرنے والے اور تقویٰ کی زندگی اختیار کرنے والے کے حق میں یہ خوشخبری دی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے متقیوں سے محبت رکھتا ہے، اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ تقویٰ کیلئے صرف نماز صرف روزہ صرف اور اُدو وظائف کافی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے اور مخلوقات سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرنا بھی آدمی کے متقی ہونے کیلئے ضروری ہے۔

سورۂ توبہ کی آیت (۷) میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہ بتلایا ہے کہ وہ متقیوں سے محبت رکھتے ہیں، چنانچہ فرمایا:

فما استقاموا لکم فاستقیموا لهم ان اللّٰه یحب المتقین O

جب تک مشرکین تم سے سیدھے رہیں تم ان کے ساتھ سیدھے رہو، بیشک اللہ کو پسند ہیں تقویٰ رکھنے والے۔

نیکی کرنے والے اللہ تعالیٰ کے محبوب

انسان دنیا میں یا تو نیکی کے کاموں میں مصروف ومشغول ہے یا بدی کے کاموں میں مبتلا ومنہمک ہے، اور رب ذوالجلال کا یہ قانون واصول اس آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے ان بندوں سے محبت ہے جو نیکی کا بیج اس دنیا میں بوتے ہیں اور بدی سے اپنے آپ کو بچالیتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الذین ینفقون فی السراء والضراء والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللّٰه یحب المحسنین O (آل عمران/۱۳۴)

ایسے لوگ جو نیک کاموں میں خرچ کرتے ہیں ہر حال میں فراغت میں بھی اور تنگی میں بھی اور غصہ کے ضبط کرنے والے اور لوگوں کی تقصیرات سے درگزر کرنے والے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے نیکو کاروں کو محبوب رکھتا ہے۔

اس آیت میں بعض خاص نیکیوں کی طرف نشاندہی کی گئی ایک نیکی تو یہ کہ آدمی تنگدستی اورخوشحالی دونوں حالتوں میں اللہ کی راہ میں خرچ کرے، دوسرے یہ کہ ناموافق حالات میں غصہ کو پی جائے اور ضبط کرے اور تیسرے یہ کہ لوگوں کی غلطیوں اور لغزشوں کو معاف کردے، یہ نیکی کے کام ہیں، اور جو نیکی کے کام کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو ایسے بندے محبوب اور پسندیدہ ہیں، جس طرح فرمانبردار بیٹے کو باپ محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور فطرت بھی اس کا تقاضا کرتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اپنے نیکوکار بندوں کو محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ، اسی سورۂ آل عمران کی آیت (۱۴۸) میں اللہ تعالیٰ نے ثابت قدم رہنے والے قدسی صفات بندوں کے بارے میں فرمایا کہ:

واللہ یحب المحسنین O اللہ تعالیٰ کو نیک کام کرنے والوں سے محبت ہے۔

سورۂ مائدہ کی آیت نمبر (۱۳) میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ان اللہ یحب المحسنین O بیشک اللہ تعالیٰ کو نیک کام کرنے والوں سے محبت ہے۔

سورۂ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو یہ حکم دیا ہے کہ اور بشارت دی کہ نیکوکاروں کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں۔

و احسنوا ان اللہ یحب المحسنین O (البقرہ/۱۹۵)

اور نیکی کرو بیشک اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والوں کو۔

ثابت قدم رہنے والے اللہ تعالیٰ کے محبوب

وکاین من نبی قتل معه ربیون کثیر فما وهنوا لما اصابهم فی سبیل اللہ وما ضعفوا وما استکانوا واللہ یحب الصبرین O (اٰل عمران/۱۴۶)

اور بہت نبی ہو چکے ہیں جن کے ساتھ بہت بہت اللہ والے لڑے ہیں نہ انہوں نے ہمت ہاری ان مصائب کی وجہ سے جو اُن پر اللہ کی راہ میں واقع ہوئیں اور نہ ان کے قلب

یا بدن کا زور گھٹا اور نہ وہ دشمن کے سامنے دبے کہ ان سے عاجزی کی باتیں کرنے لگیں اور اللہ تعالیٰ کو ایسے مستقل مزاجوں سے محبت ہے۔

اس آیت میں ان سعادت مند لوگوں اور ان کی خوبیوں کا تذکرہ ہے جنہوں نے نبیوں کے ساتھ باطل کا مقابلہ کیا اور میدان جہاد و جنگ میں صبر و ثابت قدمی کا پہاڑ بن کر مقابلہ کرتے رہے، میدان کارزار میں انہوں نے تمام مصیبتوں کا مقابلہ ہمت و جرأت، صبر و تحمل، ثابت قدمی و استقامت کے ساتھ کیا، اللہ تعالیٰ نے ایسے جلیل القدر افراد کا تذکرہ فرمانے کے بعد یہ اصول بیان فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کو ایسے ثابت قدم اور مستقل مزاج لوگوں سے محبت ہے۔

توکل کرنے والے اللہ تعالیٰ کے محبوب

فاعف عنهم و استغفرلهم وشاورهم فى الامر فاذا عزمت فتوكل على الله ان الله يحب المتوكلين O (آل عمران/ ۱۵۹)

یہ دنیا دارالاسباب ہے یہاں سارے امور سبب کے پیرایہ میں پایۂ تکمیل کو پہنچتے ہیں، دنیوی اسباب کو اختیار کرنا اور اس سلسلہ میں آپس میں ایک دوسرے سے مشورے لینا اور مختلف جائز تدبیروں کو اختیار کرنا اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرنا ہی مومن و مسلمان کا شیوہ ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اس آیت میں لوگوں کے ساتھ عفو و درگزر سے کام لینے، اور اہم امور میں مشورہ لینے اور اہل ایمان کیلئے استغفار کرنے کا حکم دیا ہے اور ساتھ ہی کسی کام کا پختہ عزم کر لینے کے بعد اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور توکل کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور پھر اللہ پر بھروسہ کرنے والوں کے حق میں یہ بشارت دی گئی ہے کہ:

ان الله يحب المتوكلين O کہ اللہ تعالیٰ کو توکل کرنے والوں سے محبت ہے۔

انسان کیلئے صرف تدبیر کارگر ثابت نہیں ہوتی اس لئے کہ سارے امور کی تدبیر صرف اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے، انسان کی وہی تدبیر کامیاب ہے جس تدبیر کی تکمیل میں اللہ تعالیٰ کا اِرادہ شامل ہو، ورنہ انسان ہزار تدبیریں کرتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ بڑے بڑے پہلوانوں کی سینکڑوں تدبیریں ادھوری رہ جاتی ہیں، یہ بھیانک نتیجے صرف اس لئے ہیں کہ انسان ظاہری اور مادی تدبیر تو کرتا ہے مگر حقیقی تدبیر کو بھول جاتا ہے اور حقیقی تدبیر یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے، اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کرنے والے اللہ کی محبت کا انعام حاصل کرتے ہیں اور جس کو اللہ کی محبت مل جائے وہ عزت کی بلندیوں پر جا پہنچے گا۔

انصاف کرنے والے اللہ تعالیٰ کے محبوب

و ان حکمت فاحکم بینھم بالقسط ان اللّٰہ یحب المقسطینO(المائدہ/ ۴۲)

اور آپ ﷺ فیصلہ کریں تو ان میں عدل کے موافق فیصلہ کیجئے بیشک اللہ تعالیٰ عدل کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔

یہ ایک طویل آیت کا ٹکڑا ہے آپ ﷺ کو اس آیت میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کا حکم دیا گیا ہے، پھر یہ بشارت دی گئی ہے کہ جو لوگ اس دنیا میں عدل و انصاف قائم رکھتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے حقدار ہوتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب و پسندیدہ لوگ ہوتے ہیں، جن میں جذبۂ عدل و انصاف ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ خود انصاف کرتے ہیں اور ظلم نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں میں **العدل** اور **الحکم** اور **المقسط** ہے جن کے معنی انصاف کرنے کے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس قدر انصاف کرنے والے ہیں کہ گویا اللہ کی ذات خود عدل ہے، اور اسی کے ساتھ وہ اپنے ان بندوں کو زیادہ محبوب رکھتے ہیں جو دنیا میں انصاف سے کام لیتے ہیں۔

سورۂ ممتحنہ کی آٹھویں آیت میں اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا:

لاینھکم اللّٰہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم و تقسطوا الیھم ان اللّٰہ یحب المقسطینO (الممتحنہ/۸)

اللہ تعالیٰ تم کو ان لوگوں کے ساتھ احسان اور انصاف کا برتاؤ کرنے سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑے اور تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا، اللہ تعالیٰ انصاف کا برتاؤ کرنے والوں سے محبت رکھتے ہیں۔

اس آیت میں ایسے کفار جنہوں نے مسلمانوں سے جنگ نہیں کی اور ان کے گھروں سے نکالنے میں بھی کوئی حصہ نہیں لیا ان کے ساتھ احسان کا معاملہ اور اچھے سلوک اور عدل و انصاف کرنے کی ہدایت دی گئی ہے، عدل وانصاف تو ہر کافر کے ساتھ ضروری ہے جس میں کافر ذمی اور کافر حربی و دشمن سب برابر ہیں بلکہ اسلام میں تو عدل وانصاف جانوروں کے ساتھ بھی واجب ہے کہ ان کی طاقت سے زیادہ بار اور بوجھ ان پر نہ ڈالا جائے اس آیت میں بطور خاص یہ بات بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو انصاف والوں سے محبت ہے۔

پاک لوگ اللہ تعالیٰ کے محبوب

لمسجد اسس علی التقویٰ من اول یوم احق ان تقوم فیہ رجال یحبون ان یتطھروا واللّٰہ یحب المطھرین O (التوبة/۱۰۸)

البتہ جس مسجد کی بنیاد اوّل دن سے تقویٰ اور اخلاص پر رکھی گئی ہے مراد مسجد قبا ہے وہ واقعی اس لائق ہے کہ آپ اس میں نماز کیلئے کھڑے ہوں، اس مسجد میں ایسے اچھے آدمی ہیں کہ وہ خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب پاک ہونے والوں کو پسند کرتا ہے۔

منافقوں نے مدینۂ طیبہ کے محلّہ قبا میں جہاں دوران ہجرت رسول اللہ ﷺ نے قیام فرمایا اور ایک مسجد بنائی تھی وہیں ایک دوسری مسجد کی بنیاد رکھی پھر مسلمانوں کو فریب دینے

اور دھوکے میں رکھنے کیلئے یہ اِرادہ کیا کہ خود رسول اللہ ﷺ سے ایک نماز اس جگہ پڑھوادیں تاکہ سب مسلمان مطمئن ہوجائیں کہ یہ بھی ایک مسجد ہے جیسا کہ اس سے پہلے ایک مسجد یہاں بن چکی ہے، ان کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ قبا میں موجودہ مسجد بہت سے لوگوں سے دور ہے ضعیف بیمار آدمیوں کو وہاں تک پہنچنا مشکل ہے اور خود مسجد قبا اتنی وسیع بھی نہیں کہ پوری بستی کے لوگ اس میں نماز پڑھ سکیں، اس لئے ہم نے ایک دوسری مسجد اس کام کیلئے بنائی ہے تاکہ ضعیف مسلمانوں کو فائدہ پہنچے، آپ ﷺ اس مسجد میں ایک نماز پڑھ لیں تاکہ برکت ہوجائے۔

رسول اللہ ﷺ اس وقت غزوۂ تبوک کی تیاری میں مشغول تھے، آپ ﷺ نے یہ وعدہ کرلیا کہ اس وقت تو ہمیں سفر درپیش ہے واپسی کے بعد ہم اس میں نماز پڑھ لیں گے، لیکن غزوۂ تبوک سے واپسی کے وقت جبکہ آپ ﷺ مدینۂ طیبہ کے قریب ایک مقام پر ٹھہرے تو منافقین کی سازش کا پول وحی کے ذریعہ کھول دیا گیا، آپ ﷺ کے حکم سے صحابۂ کرام نے منافقوں کی اس مسجد کو منہدم کردیا، پھر اس مسجد کے مقابلہ میں صحابۂ کرام نے تقویٰ کی بنیاد پر جو مسجد تعمیر کی اس مسجد کی فضیلت اور اس مسجد میں نماز پڑھنے والوں کی اللہ کے ہاں محبوبیت والی یہ آیت نازل ہوئی کہ جس مسجد کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی اس مسجد میں آپ ﷺ کا نماز پڑھنا لائق ہے، لیکن جس مسجد کی بنیاد تقویٰ کی بنیاد پر نہیں ہے، آپ ﷺ اس میں نماز نہیں پڑھیں گے، پھر مسجد قبا وغیرہ کے مصلیوں کی پاکیزگی وطہارت کے بارے میں بیان فرمایا کہ اس مسجد میں ایسے نمازی ہیں جو خوب پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اس کے بعد یہ بھی بتلادیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کو پاکیزہ لوگ پسند اور محبوب ہیں، طہارت اور پاکیزگی سے یہاں عام نجاستوں اور گندگیوں سے پاکی بھی مراد ہے اور گناہوں اور برے اخلاق سے پاکی بھی مراد ہے، اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو خوب پاک رہنے والے پسند اور محبوب ہیں۔

مجاہدین اللہ تعالیٰ کے محبوب

ان اللّٰہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مرصوص O (الصف/۴)

اللہ تعالیٰ تو ان لوگوں کو خاص طور پر پسند کرتا ہے جو اس کے راستہ میں اس طرح مل کر لڑتے ہیں کہ گویا وہ ایک عمارت ہے جس میں سیسہ پلایا گیا ہے۔

یعنی جس طرح وہ عمارت جو سیسہ پلائی ہوئی ہوتی ہے مستحکم و مضبوط ہوتی ہے، اسی طرح وہ مجاہدین دشمن کے مقابلہ میں مضبوط و مستحکم ہوتے ہیں کہ شکست کو قریب آنے نہیں دیتے اور فاتح بننے تک جدوجہد جاری رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کو ایسے جیالے مرد مجاہد بہت محبوب اور پسندیدہ ہیں۔

صحابۂ کرامؓ کی ایک جماعت نے آپس میں یہ مذاکرہ کیا کہ اگر ہمیں یہ معلوم ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عمل کونسا ہے تو ہم اس پر عمل کریں، چند صحابۂ کرامؓ نے چاہا کہ کوئی صاحب جا کر رسول اللہ ﷺ سے اس کا سوال کرے، مگر کسی کی ہمت نہ ہوئی ابھی یہ لوگ اسی حالت پر تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سب لوگوں کو نام بنام اپنے پاس بلایا، جب یہ سب لوگ حاضر خدمت ہوگئے تو آپ ﷺ نے سورۂ صف پوری پڑھ کر سنائی جو اسی وقت آپ ﷺ پر نازل ہوئی تھی، اس سورت میں دوسری باتوں کے ساتھ یہ بات بھی بتلادی گئی کہ تمام اعمال میں محبوب عمل جہاد فی سبیل اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کو مجاہدین مجبوب اور پسندیدہ ہیں۔

نوٹ

ہم نے آیاتِ قرآنی کی روشنی میں ایسے افراد کی نشاندہی کی ہے جن کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں آگے ان افراد کی نشاندہی کی جائے گی جن کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے۔

وہ بدنصیب
جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں

زیادتی کرنے والے اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں

وقاتلوا فی سبیل اللّٰہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللّٰہ لایحب المعتدینO (البقرہ/۱۹۰)

اور تم بھی لڑو اللہ کی راہ میں ان لوگوں کے ساتھ جو تمہارے ساتھ لڑنے لگیں اور حد سے مت نکلو واقعی اللہ تعالیٰ حد سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔

بندوں کی بندگی کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کے دائرہ میں اپنی زندگی گزاریں، جو حدود و قیود اور جو شرائط وضوابط اور جو اصول وقوانین شریعت اسلامیہ کی جانب سے مسلمانوں کو دیئے گئے ہیں ان کا لحاظ رکھنا ہر مسلمان کا اولین فریضہ ہے، ان دائروں سے نکل جانا اور ان اصول وقوانین کو پامال کردینا اور ان شرائط وضوابط سے بے اعتنائی برتنا اور ان حدود و قیود سے آگے نکل جانا اللہ تعالیٰ کو انتہائی ناپسند ہے، حکومتیں اور سلطنتیں ایسے لوگوں کو مجرم قرار دیتی ہیں جو ان کی بنائی ہوئی سرحدوں سے کھیلتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے بھی یہ حدود متعین کردیئے ہیں، بندوں کی بندگی کا تقاضا یہ ہے کہ وہ ان حدود کی رعایت کریں اور ان حدود سے آگے نہ بڑھیں، اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگ ہرگز پسند نہیں جو حدوں سے آگے بڑھ جاتے ہیں، اسی لئے اس آیت میں ایمان والوں سے خطاب کرتے ہوئے یہ ہدایت دی گئی کہ تم بھی لڑو اللہ کی راہ میں ان لوگوں کے ساتھ جو تمہارے ساتھ لڑنے لگیں، لیکن حکم دیا گیا کہ حد سے مت نکلو اور اللہ تعالیٰ کا دستور یہ ہے کہ وہ حد سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔

سورۂ مائدہ کی آیت (۸۷) میں بھی یہ بات بتلائی گئی ہے کہ:

ولا تعتدوا ان اللّٰہ لا یحب المعتدین O

اور حد سے نہ بڑھو بیشک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا حد سے بڑھنے والوں کو۔

سورۂ اعراف کی آیت (۵۵) میں بھی یہ بات بتلائی گئی۔

ادعوا ربکم تضرعا و خفیة انه لا یحب المعتدین O

تم لوگ اپنے پروردگار سے دعاء کیا کرو، تذلل ظاہر کر کے بھی اور چپکے چپکے بھی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ناپسند کرتے ہیں جو دعاء کرنے میں ادب کی حد سے نکل جاتے ہیں۔

کافروں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے

قل اطیعوا اللّٰہ والرسول فان تولوا فان اللّٰہ لا یحب الکفرین O (اٰل عمران/۳۲)

اور آپ ﷺ یہ بھی فرمادیجئے کہ تم اطاعت کیا کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کیا کرو رسول کی، پھر اگر وہ لوگ اعراض کریں اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتے۔

اس آیت میں اللہ اور رسول کی اطاعت کا حکم نبی کریم ﷺ کے ذریعہ دیا گیا ہے اور یہ وعید بھی بتلادی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت سے منہ موڑنے والا کافر ہے اور کافروں کو اللہ تعالیٰ اپنا محبوب نہیں بناتے، اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کو پانے کیلئے ایمان معیار ہے۔

سورۂ روم کی آیت (۴۵) میں بھی اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے۔

لیجزی الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت من فضله انه لا یحب الکفرین O

تاکہ وہ بدلہ دے اپنے فضل سے ان کو جو یقین لائے اور نیک کام کرے، بیشک اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے کافر۔

ظالموں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے

واما الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت فیوفیهم اجورهم واللّٰہ لا یحب الظلمین O (آل عمران/۵۷)

اور جو لوگ مومن تھے اور انہوں نے نیک کام کئے تھے ان کو اللہ تعالیٰ ان کے ایمان اور نیک کاموں کا ثواب دیں گے۔

اور کافروں کو سزا ملنے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ محبت نہیں رکھتے ایسے ظلم کرنے والوں سے جو اللہ تعالیٰ یا پیغمبروں کا انکار کرتے ہیں اور یہ انکار ہی ظلم عظیم ہے جو نا قابل معافی ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو ظالم محبوب نہیں ہیں، سورۂ آل عمران کی آیت (۱۴۰) میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہی بات بتلائی کہ:

واللّٰہ لا یحب الظلمین O اللہ کو محبت نہیں ظلم کرنے والوں سے

سورۂ شوریٰ کی آیت نمبر (۴۰) میں یہ بات بتلائی گئی ہے:

وجزاء سئیة سئیة مثلها فمن عفا واصلح فاجره علی اللّٰه انه لایحب الظلمین O

اور برائی کا بدلہ برائی ہے اسی جیسا پھر جو شخص معاف کردے اور اصلاح کرلے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے، واقعی اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

اسلام ظلم کرنے والے سے انتقام لینے کا اجازت تو دیتا ہے اس لئے کہ بعض موقعوں پر انتقام نہ لینا اس بات کا سبب بن جاتا ہے کہ ظالم اورزیادہ ظلم کرنے لگ جائے، اس لئے انتقام کا دروازہ کھلا رکھا گیا، لیکن انتقام میں برابری کا لحاظ رکھنا ضروری قرار دیا گیا ہے اس لئے کہ اگر آدمی انتقام لینے کی چکر میں خود بھی ظالم بن سکتا ہے اس لئے مذکورہ آیت میں کہا گیا کہ:

وجزاء سئیة سئیة مثلها O

برائی کا بدلہ اسی کے برابر برائی کرنا ہے، یعنی جتنا نقصان جانی یا مالی کسی نے تمہیں پہنچایا ہے ٹھیک اتنا ہی تم نقصان پہنچادو جیسی برائی اس نے تمہارے ساتھ کی ہے، ویسی ہی برائی تم کرو، مگر اس میں شرط یہ ہے کہ وہ برائی فی نفسہ گناہ نہ ہو، مثلاً کسی شخص نے کسی کو زبردستی شراب پلادی تو یہاں انتقام کا مطلب یہ نہیں ہے کہ زبردستی بدلہ میں اس کو شراب

پلائی جائے ، اس لئے کہ شراب پلانا تو گناہ کا کام ہے ہاں! انتقام لینے کے بجائے معاف کردینا ہی بہتر ہے، بہرحال اس آیت میں یہ بات بھی بتلا دی گئی کہ اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔

مغروروں اور گھمنڈیوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے

ان اللّٰہ لا یحب من کان مختالاً فخوراً O (النساء/ ۳۶)

بیشک اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں سے محبت نہیں رکھتے جو دل میں اپنے کو بڑا سمجھتے ہیں شیخی کی باتیں کرتے ہیں۔

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوسکے گا جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہو، حاضرین میں سے ایک آدمی نے سوال کیا لوگ چاہتے ہیں کہ ان کے کپڑے اچھے ہوں، ان کے جوتے اچھے ہوں تو کیا یہ بھی تکبر میں داخل ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تکبر نام ہے حق کو رد کرنے کا اور لوگوں کو ذلیل سمجھنے کا۔

جس آدمی میں غرور و گھمنڈ ہوتا ہے وہ حقوق میں کوتاہی اور غفلت کرتا ہے، اس کا غرور و گھمنڈ حقوق ادا کرنے میں رکاوٹ بنتا ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگ پسند نہیں جو غرور اور گھمنڈ کرتے ہیں اور شیخی بگارتے ہیں۔

فساد کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے

ویسعون فی الارض فساداً واللّٰہ لا یحب المفسدین O (المائدہ/ ۶۴)

اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو محبوب نہیں رکھتے۔

یہ ایک آیت کا آخری حصہ ہے شروع آیت سے یہودیوں کی شرارت و سرکشی کا بیان ہوئی ہے، آیت کے اس ٹکڑے میں یہودیوں کی ایک برائی کا انکشاف کیا گیا ہے کہ یہ یہودی خفیہ طور پر ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں، مثلاً جو لوگ ابھی اسلام قبول کئے ہیں،

ان کو بہکاتے ہیں، لگائی بجھائی کرتے ہیں اور تورات میں تحریف کر کے الٹی سیدھی باتیں عوام میں بیان کر کے انہیں اسلام جیسے مقدس مذہب سے روکتے ہیں، یہ ان یہودیوں کا فساد ہے، یہودیوں کی مفسدانہ باتوں کا تذکرہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنا قانون اور دستور بیان کردیا کہ:

واللّٰہ لا یحب المفسدین O

اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔

اس سے پہلے ایک مضمون گزر چکا ہے ''اللہ تعالیٰ کو فساد پسند نہیں'' ہم نے وہاں سورۂ بقرہ کی آیت (۲۰۵) کے حوالہ سے یہ بات بتلائی ہے کہ اللہ کو فساد پسند نہیں اور یہاں جس آیت کو ہم نے پیش کیا ہے اس میں یہ بتلا دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو فساد کرنے والے پسند نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو نہ فساد پسند ہے اور نہ فساد کرنے والے پسند ہیں۔

سورۂ قصص میں بھی یہ بات بتلائی گئی ہے۔

ولا تبغ الفساد فی الارض ان اللّٰہ لا یحب المفسدین O (القصص/۷۷)

دنیا میں فساد کا خواہاں مت ہو بیشک اللہ تعالیٰ اہل فساد کو پسند نہیں کرتا۔

اس آیت کا تعلق قارون سے ہے جو مغرور تھا اور اس کو اپنی دولت پر ناز تھا، قوم کے لوگوں نے اس کو یہ نصیحت کی کہ زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش مت کر اور یہ بات یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ کو فسادی لوگ ناپسند ہیں۔

فساد کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے

ومن الناس من یعجبک قولہ فی الحیواۃ الدنیا ویشھد اللّٰہ علی مافی قلبہ وھو الدالخصام واذا تولیٰ سعیٰ فی الارض لیفسد فیھا ویھلک الحرث والنسل واللّٰہ لا یحب الفساد O (البقرہ/۲۰۵)

اور بعض آدمی ایسے بھی ہیں کہ آپ ﷺ کو اس کی گفتگو جو محض دنیوی غرض سے ہوتی

ہے مزہ دار معلوم ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتا ہے اپنے دل کی سچائی پر حالانکہ وہ آپ ﷺ کی مخالفت میں نہایت شدید ہے اور جب آپ ﷺ کی مجلس سے پیٹھ پھیرتا ہے تو اس دوڑ دھوپ میں پھرتا رہتا ہے کہ شہر میں کوئی فساد کردے اور کسی کی کھیت اور مویشی کو تلف کردے اور اللہ تعالیٰ فساد کی باتوں کو پسند نہیں فرماتے۔

دورِ رسالت میں ایک شخص تھا جس کا نام اخنس بن شریق تھا وہ بڑا فصیح و بلیغ انسان تھا، وہ حضور ﷺ کی خدمت میں آکر قسمیں کھا کھا کر اسلام کا دعویٰ کیا کرتا تھا اور مجلس سے اٹھ کر جاتا تو فساد و شرارت اور مخلوق کی ایذا رسانی میں لگ جاتا تھا، اسی شخص کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور آخر میں یہ فیصلہ کن حقیقت بتلا دی گئی کہ اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں فرماتے۔

فضول خرچی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے

ولا تسرفوا انه لا یحب المسرفین O (الانعام/ ۱۴۱)

اور اسراف مت کرو بیشک وہ (اللہ) اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اسلامی تعلیمات یہ ہیں کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو استعمال کرے اور ان سے فائدہ اٹھائے، لیکن ان نعمتوں کے بیجا استعمال کرنے اور ان میں اسراف اور فضول خرچی کرنے کی قطعاً اجازت نہیں ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے کھانے پینے کا جہاں حکم دیا، وہیں یہ فرمایا کہ:

ولا تسرفوا فضول خرچی مت کرو

اور اسراف سے دور رہنے کی ترغیب کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلا دیا کہ اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔

فضول خرچی سے اس لئے منع کیا گیا ہے کہ جس شخص میں فضول خرچی کی عادت ہوجاتی ہے اس میں حقوق تلفی کی عادت بھی پڑجاتی ہے، ایک ایسا شخص جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو احتیاط کے ساتھ استعمال کرے اور اسراف نہ کرے تو اس کیلئے ممکن ہے کہ سب

کے حقوق ادا کرے، لیکن اگر کسی میں اسراف وفضول خرچی کی عادت پڑ جاتی ہے تو وہ حقوق کے ادا کرنے میں کمزور ثابت ہوگا اور اس کی حالت اس کو پورے حقوق ادا کرنے کی اجازت نہیں دے گی۔ مذکورہ آیت میں یہی حکم دیا گیا کہ:

کلوا من ثمرہ اذا اثمرو اٰتوا حقہ یوم حصادہ O

ان سب کی پیداوار کھاؤ جب وہ نکل آئے۔اس میں جوحق واجب ہے وہ اس کے کاٹنے کے وقت مسکینوں کو دیا کرو، لیکن یاد رکھو کہ اس میں اسراف وفضول خرچی نہ ہو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو اسراف پسند نہیں۔ اگر کوئی آدمی اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں لٹا کر خالی ہاتھ ہو بیٹھے تو اہل وعیال اور رشتہ داروں بلکہ خود جان کے حقوق کیسے ادا کر سکے گا؟ اس لئے ہرصورت میں اسراف سے احتراز ضروری ہے۔

سورۂ اعراف کی آیت (۳۲) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یبنی اٰدم خذو ازینتکم عند کل مسجد وکلوا واشربوا ولا تسرفوا انہ لایحب المسرفین O

اے اولادِ آدم! تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت نماز کیلئے ہو یا طواف کیلئے اپنا لباس پہن لیا کرو اور خوب کھاؤ اور پیو اور حد شرعی سے مت نکلو بیشک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے حد سے نکل جانے والوں کو۔

زمانۂ جاہلیت میں لوگ شرمناک اور بیہودہ رسموں میں مبتلا تھے، انہی رسموں میں ایک رسم یہ بھی تھی کہ قریش کے سوا کوئی شخص بیت اللہ کا طواف اپنے کپڑوں میں نہیں کرسکتا تھا بلکہ وہ کسی قریشی سے اس کا لباس تھوڑی دیر کیلئے مانگ لیتا یا پھر ننگا ہی طواف کر لیتا، ظاہر ہے کہ سارے عرب کے لوگوں کو قریش کے لوگ کہاں تک کپڑے دے سکتے تھے، اس لئے ہوتا یہی تھا کہ یہ لوگ اکثر ننگے ہی طواف کیا کرتے تھے، مرد بھی عورتیں بھی، ہاں! اتنا ہوتا تھا کہ عورتیں رات کے اندھیرے میں طواف کیا کرتی تھیں۔

یہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ جن کپڑوں میں ہم نے گناہ کئے ہیں انہی کپڑوں میں بیت اللہ کا طواف کرنا ادب کے خلاف ہے، انہیں یہ خیال تک نہ آیا کہ ننگے ہو کر طواف کرنا، اس سے زیادہ ادب کے خلاف ہے، اسی بیہودہ رسم کو مٹانے کیلئے حکم دیا گیا کہ تم مسجد میں حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو اور اللہ نے تم کو جو دے رکھا ہے اس میں کھاؤ پیو، ہاں! اسراف سے کام نہ لو، اللہ تعالیٰ کو اسراف کرنے والے پسند نہیں ہیں۔

خیانت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے

واما تخافن من قوم خیانة فانبذ الیھم علی سواء ان اللّٰہ لایحب الخائنینO (الانفال/۵۸)

آپ کو کسی قوم سے خیانت کا اندیشہ ہو تو آپ وہ عہد ان کو اس طرح واپس کر دیجئے کہ آپ اور وہ برابر ہو جائیں، بلا شبہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔

اسلام امانت اور عہد کے پورا کرنے کی تعلیم دیتا ہے، اور وہ اپنے ماننے والوں کو یہ حکم دیتا ہے کہ ہر قسم کی خیانت اور بدعہدی سے اپنے آپ کو دور رکھیں، امانت اور وعدہ وفائی کا لحاظ جہاں عام حالات میں ہوگا وہیں زمانۂ جنگ جہاد میں بھی اس کا پورا پورا لحاظ رکھا جائے گا، یہی بات اس آیت میں آپ ﷺ کو بتلائی گئی ہے کہ جس قوم کے ساتھ کوئی صلح کا معاہدہ ہو چکا ہے، اس کے مقابلہ میں کوئی جنگی اقدام کرنا خیانت میں داخل ہے اور اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے، اگرچہ یہ خیانت دشمن کافروں ہی کے حق میں کی جائے وہ بھی جائز نہیں البتہ اگر دوسری طرف سے عہد توڑنے کا خطرہ پیدا ہو جائے تو ایسا کیا جا سکتا ہے کہ کھلے طور پر ان کو اعلان کے ساتھ آگاہ کر دیں کہ ہم آئندہ معاہدہ کے پابند نہیں رہیں گے، مگر یہ اعلان ایسی طرح ہو کہ مسلمان اور دوسرا فریق اس میں برابر ہوں، آخر میں اللہ تعالیٰ نے یہ دستور بتلا دیا کہ اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگ ناپسند ہیں جو خیانت کرتے ہیں۔

دغاباز اور ناشکری کرنے والے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے

ان اللّٰہ یدافع عن الذین اٰمنوا ان اللّٰہ لایحب کل خوان کفور O (الحج/۳۸)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے ان مشرکین کے غلبہ کو عنقریب ہٹا دے گا، بیشک اللہ تعالیٰ دغاباز کفر کرنے والے کو نہیں چاہتا۔

اس آیت میں مسلمانوں کو صلح حدیبیہ کے واقعہ کے بعد اس بات کی تسلی دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ عنقریب ان مشرکین کی اس قوت کو توڑ دے گا، جس کے ذریعہ وہ مسلمانوں پر ظلم کرتے ہیں، نیز اس آیت میں یہ بات بھی بتلادی گئی کہ اللہ تعالیٰ کو دغابازی کرنے والے اور ناشکری کرنے والے پسند نہیں ہیں۔

اترانے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے

ان قارون کان من قوم موسیٰ فبغی علیھم و اٰتینه من الکنور ما ان مفاتحه لتنوء بالعصبة اولی القوة اذ قال له قومه لا تفرح ان اللّٰہ لا یحب الفرحینO (القصص/۷٦)

قارون موسیٰ کی برادری میں سے تھا کثرتِ مال کی وجہ سے ان لوگوں کے مقابلہ میں تکبر کرنے لگا اور ہم نے اس کو اس قدر خزانے دیئے تھے کہ ان کی کنجیاں کئی کئی زورآور شخصوں کو گرانبار کردیتی تھیں جبکہ اس کو اس کی برادری نے کہا کہ تو غرور مت کر واقعی اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اس آیت میں قارون کی دولت اور اس کے غرور کا تذکرہ ہے، قارون تورات کا حافظ تھا اور دوسرے بنی اسرائیل سے زیادہ اس کو تورات یاد تھی، مگر سامری کی طرح منافق ثابت ہوا اور اس کی منافقت کا سبب دنیا کے جاہ وعزت کی بیجا حرص تھی، اس کے پاس بے حساب دولت تھی، اسی دولت نے اس کو مغرور بنادیا تھا، قوم کے لوگوں نے اسے

غرور کرنے اور اترانے سے روکا مگر وہ غرور کے نشہ میں مست تھا، اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے آخر میں یہ بات بتلائی ہے کہ اس کو ایسے لوگ ناپسند ہیں جو اتراتے پھرتے ہیں۔

سورۂ لقمان میں حضرت لقمان علیہ السلام کی وہ نصیحتیں موجود ہیں جو انہوں نے اپنے بیٹے سے خطاب کرتے ہوئے کی تھیں، ان نصیحتوں میں ایک نصیحت غرور و گھمنڈ سے متعلق بھی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

ولا تصعر خدک للناس ولا تمش فی الارض مرحا ان اللّٰہ لایحب کل مختال فخور O (لقمان/۱۸)

لوگوں سے اپنا رُخ مت پھیر اور زمین پر اترا کر مت چل، بیشک اللہ تعالیٰ کسی تکبر کرنے والے فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے۔

وہ کون خوش نصیب ہیں
جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہوتے ہیں

اللہ تعالیٰ کا کسی کے ساتھ ہونا کتنی بڑی نعمت ہے

رب العالمین ، زمین و آسمان کے خالق و مالک ، مختار کل وقادر مطلق پروردگار کی طرف سے اگر کسی کے بارے میں یہ اعلان ہوجائے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں تو اس شخص کو خوشی و مسرت سے جھومنا چاہئے اور اس کے دل میں اطمینان و یقین کی کیفیت پیدا ہوجانی چاہئے ، اس لئے کہ ہم اگر کسی مصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں یا کسی ظالم کے شکنجہ میں آجاتے ہیں اور ایسے وقت ہم کسی طاقتور آدمی (محلّہ کے دادا) سے رجوع ہوکر اس کے سامنے اپنی الجھنیں رکھتے ہیں اور وہ طاقتور شخص یہ کہہ دیتا ہے کہ اطمینان رکھو! ہم تمہارے ساتھ ہیں تو الجھن کا شکار یہ کمزور شخص کس قدر خوش ہوجاتا ہے اور کس طرح مطمئن ہوجاتا ہے کہ چلو! اب فکر اور بے چینی کی کوئی بات نہیں محلّہ کے فلاں دادا ہمارے ساتھ ہیں، اگر وہ انسان جس کے بارے میں پیدا کرنے والے نے خود فرمایا دیا کہ خلق الانسان ضعیفاًانسان کمزور پیدا کیا گیا ہے،اس کمزور کی یقین دہانی پر اس قدر خوشی اور اطمینان ہے تو پھر اس پیدا کرنے والے اور ہر قسم کی قوت و طاقت رکھنے والے رب ذوالجلال کی طرف سے اگر کسی شخص کے بارے میں یہ اعلان ہوجائے کہ ہم فلاں کے ساتھ ہیں تو پھر تو ہر شخص کے دل میں یہ خواہش ہونی چاہئے کہ میں فلاں طبقہ اور گروہ میں داخل ہوجاؤں تاکہ اللہ تعالیٰ کی معیت اور نزدیکی نصیب ہوجائے ، ہم قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں آگے یہ بتلا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کن کن لوگوں کے ساتھ ہیں؟ ۔

اللھم اجعلنا منھم O

اللہ تعالیٰ ہم کو ایسے خوش نصیب لوگوں میں بنادے۔

اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں

یایھا الذین اٰمنوا استعینوا بالصبر والصلوۃ ان اللّٰہ مع الصبرین O (البقرہ/۱۵۳)

اے مسلمانو! مدد لو صبر اور نماز سے بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اس آیت میں ایمان والوں کو یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ نماز اور صبر یہ دونوں ایسی عبادتیں ہیں کہ جن سے ایمان والا اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کر سکتا ہے، انسان جن مشکلات ومصائب کا شکار ہو اور زندگی کی جن ضروریات کے بارے میں فکرمند ہو وہ دو کاموں کو بطور خاص اختیار کرے۔ ایک تو یہ کہ اللہ کی عبادت یعنی نماز کی پابندی رکھے اور دوسرے یہ کہ جن ناموافق حالات سے دوچار ہے ان میں صبر سے کام کرے اللہ تعالیٰ کو بندے کی یہ نماز اور مصائب میں بندہ کا یہ صبر اس قدر پسند ہے کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کی پریشانیوں کو دور کریں گے اور اس کے مددگار بن جائیں گے۔

اس لئے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تمام ایمان والوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے ایمان والو! تم صبر اور نماز کے ذریعہ مدد حاصل کرو اور یہ بات یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں، جب صبر کرنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہیں تو بدرجۂ اولیٰ نماز پڑھنے والوں کے ستاھ بھی ہوں گے، اس لئے کہ صبر سے زیادہ فضیلت والا عمل نماز ہے۔

سورۂ انفال کی آیت (٦٦) میں بھی اللہ تعالیٰ نے جنگ و جہاد میں صبر و ثابت قدمی کے ساتھ رہنے کی تلقین وترغیب کے بعد یہ بات بتلائی ہے کہ:

واللّٰہ مع الصبرین O اور اللہ ثابت قدم رہنے والوں کے ساتھ ہے۔

یہاں ثابت قدمی اور صبر سے مراد میدان جنگ کی ثابت قدمی بھی مراد ہے اور شریعت کے احکام پر عمل کرنے میں جو ثابت قدمی ہوتی ہے وہ بھی مراد ہے اللہ تعالیٰ کو ایسے ثابت قدم اور صابر بندے اس قدر پسند اور محبوب ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ متقیوں کے ساتھ ہیں

واتقوا اللّٰہ واعلموا ان اللّٰہ مع المتقین O (البقرہ/۱۹۴)

اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ ساتھ ہے پرہیز گاروں کے

تقویٰ (پرہیزگاری) وہ عظیم طاقت ہے کہ جو بھی اس طاقت کا حامل بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ کو یہ طاقت اس قدر محبوب ہے کہ ایسی طاقت رکھنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہوجاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ڈر اور اس کے احکامات پر عمل کرنے کا جذبہ، اور اس نے جن کاموں سے پرہیز کرنے کا حکم دیا، ان سے بالکلیہ پرہیز خلوت وجلوت میں اس کے تمام احکامات کی تعمیل اور اس کے خوف وخشیت کی وجہ سے دل کا لرزنا، جسم پر رونگھٹے کھڑے ہونا، آنکھوں سے آنسوؤں کا جاری ہوجانا، بندے کے یہ اوصاف وحالات اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے نیک بخت بندوں کے ساتھ ہوجاتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہی فرمایا کہ لوگو! اللہ سے ڈرو اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کے ساتھ ہوتے ہیں، اس کا واضح مطلب یہی ہے کہ جو لوگ تقویٰ سے محروم ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی معیت سے بھی محروم ہیں۔

سورۂ توبہ کی آیت (۱۲۳) میں بھی اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے خطاب کرتے ہوئے یہ خوشخبری دی ہے کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کے ساتھ ہوتے ہیں۔

یایھا الذین اٰمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظۃ واعلموا ان اللّٰہ مع المتقین O

اے ایمان والو! ان کفار سے لڑو جو تمہارے آس پاس ہیں اور ان کو تمہارے اندر سختی پانا چاہیے اور یہ یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی امداد متقی لوگوں کے ساتھ ہے۔

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ساتھ ہیں

ان تستفتحوا فقدجاء کم الفتح وان تنتھوا فھو خیرلکم ان تعودوا نعد ولن تغنی عنکم فئتکم شیئا ولو کثرت و ان اللّٰہ مع المومنین O (الانفال/۱۹)

اگرتم لوگ فیصلہ چاہتے ہوتو وہ فیصلہ تو تمہارے پاس آموجود ہوااور اگر باز آجاؤ تو یہ تمہارے لئے نہایت خوب ہے اور اگرتم پھر وہی کام کروگے تو ہم بھی پھر یہی کام کریں گے اور تمہاری جمعیت تمہارے ذرا بھی کام نہ آئے گی گو کتنی زیادہ ہواور واقعی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ساتھ ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قریش سے خطاب کرتے ہوئے ایک واقعہ کی طرف اِشارہ کیا ہے واقعہ یہ ہے کہ جب کفارِ قریش کالشکر مسلمانوں کے مقابلہ کیلئے تیار ہوگیا تو مکہ سے نکلنے سے پہلے لشکر کے سردار ابوجہل وغیرہ نے بیت اللہ کا پردہ پکڑ کر دعائیں مانگی تھیں اور عجیب بات یہ ہے کہ اس دعاء میں انہوں نے اپنی فتح کی دعاء کرنے کے بجائے عام الفاظ میں اس طرح دعاء مانگی۔

’’یا اللہ! دونوں لشکروں میں سے جو اعلیٰ وافضل ہے اور دونوں جماعتوں میں سے جو زیادہ ہدایت پر ہے اور دونوں پارٹیوں میں سے جو زیادہ کریم وشریف ہے اور دونوں میں سے جو دین افضل ہے اس کو فتح دیجئے‘‘۔

یہ قریشی یوں سمجھ رہے تھے کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں ہم ہی افضل واعلیٰ ہیں اور زیادہ ہدایت پر ہیں اس لئے یہ دعاء ہمارے حق میں ہے اور اس دعاء کے ذریعہ وہ یہ چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق و باطل کا فیصلہ ہوجائے اور جب ہم فتح پائیں تو یہ گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے حق پر ہونے کا فیصلہ ہوجائے۔

مگر ان قریشیوں کو یہ خبر نہ تھی کہ اس دعاء میں درحقیقت وہ اپنے لئے بددعاء اور مسلمانوں کیلئے دعاء کررہے ہیں، جب جنگ کا انجام سامنے آیا اور مسلمانوں کو فتح ہوئی اور کافر مغلوب ومقہور ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے ان قریشیوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا اگر خدائی فیصلہ چاہتے ہوتو وہ سامنے آچکا کہ حق کو فتح اور باطل کو شکست ہوگئی اور اگرتم اب بھی اپنے کفر سے باز آگئے تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اگرتم پھر اپنی شرارت اور

جنگ کی طرف لوٹے تو ہم بھی مسلمانوں کی امداد کی طرف لوٹیں گے اور تمہاری جماعت اور جتھا کتنا ہی زیادہ ہو اللہ کی نصرت اور مدد کے مقابلہ میں تمہیں کچھ کام نہ آئے گا، اور یہ بات سن لو کہ اللہ تعالیٰ تو مومنوں کے ساتھ ہیں اور جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہوں اس کو کون مغلوب کرسکتا ہے اور اس کو کون شکست دے سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہیں تو غم کی کیا بات ہے؟

الا تنصروه فقد نصره اللّٰه اذ اخرجه الذين كفروا ثاني اثنين اذهما في الغار اذيقول لصاحبه لاتحزن ان اللّٰه معنا فانزل اللّٰه سكينته عليه وايده بجنودلم تروها و جعل كلمة الذين كفروا السفلى و كلمة اللّٰه هي العليا واللّٰه عزيز حكيم O (التوبة / ۴۰)

اگر تم لوگ رسول اللہ ﷺ کی مدد نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی مدد کرے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی مدد اس وقت کر چکا ہے جبکہ آپ ﷺ کو کافروں نے جلاوطن کر دیا جبکہ دو آدمیوں میں ایک آپ ﷺ تھے، جس وقت کہ دونوں غار ثور میں موجود تھے جبکہ آپ اپنے ہمراہی سے فرما رہے تھے کہ تم غم نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ کی مدد ہمارے ہمراہ ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلب پر اپنی طرف سے تسلی نازل فرمائی اور آپ ﷺ کو ایسے لشکروں سے قوت دی جن کو تم لوگوں نے نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کی بات نیچی کر دی اور اللہ ہی کا بول بالا رہا اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہجرت کے وقت کا وہ واقعہ بیان کیا ہے جب کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے رفیق غار حضرت ابوبکر صدیق ؓ غار ثور میں تھے اور دشمن آپ دونوں کے تعاقب میں غار تک پہنچ چکے تھے، اس وقت حضرت ابوبکر صدیق ؓ سہم گئے تھے اور انہیں اپنی جان سے زیادہ آپ ﷺ کی جان کی فکر تھی اس وقت نبی کریم ﷺ ثابت قدمی کا پہاڑ بنے مطمئن تھے اور اپنے رفیق غار کو یوں تسلی دے رہے تھے کہ:

لا تحزن ان اللّٰہ معنا O ابوبکر! غم نہ کرو کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

اس واقعہ میں سارے ہی مسلمانوں کیلئے سبق ہے کہ ناموافق حالات اور ناگہانی حادثات اور مختلف قسم کی آفتوں اور مصیبتوں کے مواقع پر ہماری نظریں دنیا کی تمام ایسی چیزوں پر جاتی ہیں جو حفاظت کا کام دیتی ہیں مگر جس کے اِرادہ سے مصائب اور پریشانیوں سے نجات اور ہر قسم کی الجھنوں سے سلامتی نصیب ہوتی ہے اس کی طرف ہماری توجہ نہیں جاتی حالانکہ وہ اگر ہمارے ساتھ ہو اور اس کی اگر مدد مل جائے تو پھر نجات، امن، آرام، راحت اور سلامتی کے دروازے کھل جائیں گے۔

موجودہ مسلمانوں کے اجتماعی حالات میں نجات اور کامیابی کے پانے کیلئے یہی ایک نسخہ ہے کہ مسلمان اس ایک اللہ کی طرف رجوع ہوں اور اس کے گڑگڑائیں اور اسی کو پکاریں اور اسی سے مدد طلب کریں اور جو بھی مصیبت آئے اس پر ثابت قدم رہیں اور صبر سے کام لیں اللہ تعالیٰ کی مدد ضرور آئے گی ، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ایسے صابر مومنین کے ساتھ ہوتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے غارثور میں صرف ابوبکر سے خطاب کیا تھا مگر اس خطاب کے ذریعہ پوری اُمت کی تربیت فرمائی کہ غم والم کی کیا ضرور ہے جبکہ ہمارے ساتھ اللہ تعالیٰ موجود ہیں، اور اللہ تعالیٰ مومنوں، صابروں اور متقیوں وغیرہ کے ساتھ ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کے ساتھ ہیں

ان اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون O (النحل/۱۲۸)

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو پرہیزگار ہوتے ہیں اور نیک کردار ہوتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو قسم کے لوگوں کے بارے میں یہ فرمایا کہ ہم ان کے ساتھ ہیں، ایک تو متقی اور دوسرے نیکوکار متقیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ہونے کے سلسلہ میں ہم نے اس سے پہلے مستقل مضمون میں دو آیتوں کے حوالہ سے بتلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ

متقیوں کے ساتھ ہوتے ہیں اور اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتلایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ بھی ہیں جو نیک کردار ہوتے ہیں۔

محسن ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو لوگ شریعت کے تابع اعمال صالحہ کے پابند ہوں اور دوسروں کے ساتھ احسان کا برتاو کرتے ہوں اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہیں۔ اور جن لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہوں دنیا کی کوئی طاقت ان کو مٹا نہیں سکتی۔

سورۂ عنکبوت کی آیت (۶۹) میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہ بات بتلائی ہے۔

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللّٰہ لمع المحسنین O (العنکبوت/ ۶۹)

اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم ان کو اپنے راستے ضرور دکھا دیں گے، جن سے وہ جنت میں جا پہنچیں گے اور بے شک اللہ تعالیٰ ایسے خلوص والوں کے ساتھ ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے

فلا تھنوا وتدعوا الی السلم وانتم الاعلون واللّٰہ معکم ولن یترکم اعمالکم O (محمد/ ۳۵)

تم ہمت مت ہارو اور ہمت ہار کر کافروں کو صلح کی طرف مت بلاؤ اور تم ہی غالب رہو گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو تسلی بھی دی ہے اور ان کی حوصلہ افزائی بھی کی ہے کہ کافروں کی کثرت سے ڈر کر صلح کی دعوت دینے کے بجائے ہمت سے کام لے کر باطل کا مقابلہ کرو اور یہ مت سمجھو کہ تم شکست کھا جاؤ گے، جب تک تم ایمان کی حالت میں ہو تم ہی غالب رہو گے اور تم غالب کیوں نہیں آسکتے جبکہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ موجود ہے، اور جب اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے تو تم کو آزردہ یا شکست خوردہ ہونے کی کیا ضرورت ہے؟

سورۂ حدید کی آیت (۴) میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

وھو معکم این ما کنتم و اللّٰہ بما تعملون بصیر O

اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو اور اللہ تعالیٰ جو تم کرتے ہو اس کو دیکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ہمارے ساتھ ہونے کی حقیقت اور کیفیت کیا ہے؟ اس کا علم اس قادر مطلق کو ہے جو ہمارے ساتھ ہے ہم کو تو صرف اتنا یقین ہے کہ وہ ہمارے ساتھ موجود ہے اس کا موجود ہونا تو یقینی ہے۔

جہاں تین انسان ہوں وہاں چوتھا اللہ تعالیٰ ہوتا ہے

الم تر ان اللّٰہ یعلم ما فی السموات وما فی الارض مایکون من نجویٰ ثلثۃ الاھو رابعھم ولا خمسۃ الا ھو سادسھم ولا ادنیٰ من ذالک ولا اکثر الاھو معھم این ما کانوا ثم ینبئھم بما عملوا یوم القیمۃ ان اللّٰہ بکل شیئی علیم O (المجادلۃ/۷)

کیا آپ نے اس پر نظر نہیں فرمائی کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ کوئی سرگوشی تین آدمیوں کی ایسی نہیں ہوتی جس میں چوتھا وہ نہ ہو اور نہ پانچ کی سرگوشی ہوتی ہے جس میں چھٹا وہ نہ ہو اور نہ اس عدد سے کم میں سرگوشی ہوتی ہے جیسے دو یا چار آدمیوں میں اور نہ اس سے زیادہ میں سرگوشی ہوتی ہے جیسے چھ سات یا زیادہ آدمیوں میں مگر وہ اللہ تعالیٰ ہر حالت میں ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے خواہ وہ لوگ کہیں بھی ہوں پھر ان سب کو قیامت کے روز ان کے کئے ہوئے کام بتلا دے گا، بیشک اللہ تعالیٰ کو ہر بات کی پوری خبر ہے۔

آدمی جب تنہا ہوتا ہے یا دو تین آدمی تنہائی میں خفیہ گفتگو کرتے ہیں اور کانا پوسی کرتے ہیں تو عموماً ان کے ذہنوں میں یہ بات ہوتی ہے کہ ان کی اس سرگوشی اور کانا پوسی کو سوائے ان کے اور کوئی دوسرا نہیں سن رہا ہے اس لئے گندی، بے ہودہ اور فحش باتیں بھی کرتے

ہیں اور یہ خوف ہی نہیں ہوتا کہ ہماری ان باتوں کو کوئی سن رہا ہے، ایسے وقت یہ تصور ایک مومن کے دل و دماغ میں ہونا چاہئے کہ وہ اکیلا ہو یا دو تین آدمی ہوں یا چار آٹھ آدمی ہوں ان سرگوشیوں اور خفیہ باتوں کو اللہ تعالیٰ سن رہا ہے اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے۔

اگر ہر مومن و مسلمان اس حقیقت کو سمجھ لے تو پھر گناہوں اور فتنوں کے دروازے بند ہوجائیں گے اور آدمی ہر گفتگو یا عمل سے پہلے یہ سوچ لے گا کہ میری گفتگو کو اللہ تعالیٰ سن رہاہے اور میرے اعمال کو میرا رب دیکھ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کس کے دوست ہیں
اور کس کے دشمن؟

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ساتھی ہیں

اللّٰہ ولی الذین اٰمنوا یخرجھم من الظلمت الی النور والذین کفروا اولیئھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمت اولئک اصحب النارھم فیھا خلدون O (البقرہ/۲۵۷)

اللہ تعالیٰ ساتھی ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے وہ ان کو کفر کی تاریکیوں سے نکال کر یا بچا کر نورِ اسلام کی طرف لاتا ہے اور جو لوگ کافر ہیں ان کے ساتھی شیاطین ہیں، وہ ان کو نورِ اسلام سے نکال کر یا بچا کر کفر کی تاریکیوں کی طرف لے جاتا ہے ایسے لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں یہ لوگ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

کتنے خوش نصیب ہے وہ مومن و مسلمان جن کے دلوں میں ایمان کا نور داخل ہو چکا ہے کہ کائنات کا خالق و مالک ان کا ساتھی اور مددگار ہے، قرآن کی اس آیت میں ایمان والوں کیلئے تسلی کا کس قدر سامان موجود ہے کہ ناگہانی حالات اور ناموافق واقعات اور مختلف قسم کی ناگفتہ بہ صورتوں میں جب امید کی کرنیں مدھم پڑ جائیں اور آدمی ایمان کی کمزوری کی وجہ سے مایوسی کی طرف بھاگنے لگے اور اس وقت وہ مومن و مسلمان اس آیت کو سمجھ کر پڑھ لے کہ ''اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ساتھی ہیں'' تو پھر کس قدر قوت پیدا ہوگی اور کیسا حوصلہ ملے گا؟ اس کا تصور وہی شخص کر سکتا ہے جس کو رب ذوالجلال کی قوت و طاقت اور اس کی عظمت و ہیبت کا علم و احساس ہو۔

کافروں کا ساتھی تو شیطان ہوتا ہے جو انہیں روشنی سے اندھیرے کی طرف لے جاتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ساتھی ہیں جو اپنے مومن بندوں کو تاریکی سے نکال کر روشنی کی طرف لے آتے ہیں، اور یہ فطری بات ہے کہ تاریکی میں اضطراب، بے چینی گھٹن اور تکلیف دہ حالات ہوتے ہیں جبکہ روشنی میں آرام، راحت، سکون، امن اور سلامتی کی کیفیت ہوتی ہے۔

سورۂ محمد کی آیت (۱۱) میں بھی یہ بات بتلائی گئی:

ذالک بان اللّٰہ مولی الذین آمنوا وان الکفرین لا مولیٰ لھم O

یہ مسلمانوں کی کامیابی اور کافروں کی تباہی اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا ساتھی اور کارساز ہے اور کافروں کا کوئی ساتھی اور کارساز نہیں ہے، اس آیت سے مسلمانوں کو یہ سبق حاصل کرنا چاہئے اور توکل علی اللہ کی کیفیت کو بڑھالینا چاہئے کہ مومنوں کے کاموں کا بنانے والا تو صرف اللہ ہے، گویا ایمان والوں کے ساتھ ربانی قوت کام کررہی ہے، پھر غم اور اداسی کیوں؟۔ یہی وجہ تھی کہ جنگ کے موقع پر جبکہ مسلمان تعداد میں کم ہیں اور کافروں کی تعداد زیادہ ہے، نبی کریم ﷺ کی جانب سے مشرکین کو یہ جواب دیا جارہا ہے کہ:

اللّٰہ مولانا ولا مولیٰ لکم O

اللہ ہمارا ساتھی اور کارساز ہے اور تمہارا کوئی کام بنانے والا اور ساتھی نہیں ہے، آج مسلمانوں کو یہی بات پیش نظر رکھنا چاہئے تاکہ مایوسی، اداسی، اضطراب جیسی کیفیتیں ہمارے قلوب سے دور ہوجاتیں۔

اللہ تعالیٰ متقیوں کے دوست ہیں

انھم لن یغنوا عنک من اللّٰہ شیئا و ان الظلمین بعضھم اولیاء بعض واللّٰہ ولی المتقین O (الجاثیۃ/ ۱۹)

یہ کافر لوگ اللہ کے مقابلہ میں اے نبی ﷺ! آپ کے ذرا کام نہیں آسکتے اور ظالم لوگ ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ دوست ہے اہل تقویٰ کا

نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اس آیت کے ذریعہ یہ بات بتلائی جارہی ہے کہ اے نبی ﷺ ! ہم نے آپ کو جو دین دیا ہے آپ اسی کی اتباع کیجئے اور ان ظالم کافروں کی بات نہ مانئے، یہ کسی بھی صورت میں آپ کے دوست نہیں ہوسکتے، یہ کافر آپس میں

ایک دوسرے کے دوست ہیں آپ کے اور آپ کی اُمت مسلمہ کے دوست نہیں ہو سکتے، اور آپ کو دوستی کیلئے آپ کا رب کافی ہے، اللہ تعالیٰ تو متقیوں کے دوست ہیں اور آپ تو متقیوں کے سردار ہیں۔

دنیا میں کامیابی اور آخرت میں نجات کیلئے یہی کافی ہے کہ آدمی تقویٰ والی زندگی اختیار کرلے، جس کے دل میں تقویٰ آجاتا ہے اور وہ متقیوں کی راہ اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت اس کو نصیب ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے دوست بن کر اس کے کام بنادیتے ہیں۔

جو اللہ تعالیٰ کو دوست بنالے وہی غالب ہے

انما ولیکم اللّٰہ ورسولہ والذین اٰمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکواۃ وھم راکعون ومن یتول اللّٰہ ورسولہ والذین اٰمنوا فان حزب اللّٰہ ھم الغالبون O (المائدہ/ ۵۶)

تمہارے دوست تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور ایماندار لوگ ہیں جو کہ اس حالت سے نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور زکواۃ دیتے ہیں کہ ان کے دلوں میں خشوع ہوتا ہے اور جو شخص اللہ سے دوستی رکھے گا اور اس کے رسول سے اور ایمان دار لوگوں سے پس اللہ کا گروہ بیشک غالب ہے، اور اس کے مقابلہ میں کافر مغلوب ہیں۔

مسلمانوں کیلئے یہ زیبا نہیں دیتا کہ وہ ایسے کافروں سے دوستی کریں جو مغلوب ہیں ان کافروں کے مقابلہ میں مسلمانوں کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے دوستی کریں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے دوستی کا اثر یہ ہوگا کہ انہیں غلبہ نصیب ہوگا اور کافروں کو تو مغلوب ہی ہونا ہے اور غالب کا مغلوب سے دوستی کرنا بے فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب یہ بات بتلادی ہے کہ جو کوئی اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں سے دوستی رکھے گا ایسا گروہ ہی غالب ہوگا تو پھر سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کوئی مومن ہو اور وہ اللہ اور اس

کے رسول سے دوستی نہ رکھے اور کافروں سے دوستی قائم کرے۔ اگر مسلمانوں کو غالب ہی رہنا ہے تو اس دوستی کو مضبوط کرنا ہے جو حقیقی رب ذوالجلال اور نبی کریم ﷺ سے ہے، اسلامی تاریخ نے بار بار اس بات کو گواہی دی ہے کہ جب بھی مسلمانوں نے اپنی دوستی اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے قائم کی، اللہ تعالیٰ نے ان کو اہل باطل کے مقابلہ میں غلبہ عطا کیا، جب تک اسلامی حکمرانوں کا تعلق اللہ تعالیٰ سے مضبوط رہا، اللہ تعالیٰ نے ان حکمرانوں کو عزت، قوت اور غلبہ عطا فرمایا اور تمام باطل طاقتوں پر وہ غالب آتے رہے۔

وانتم الاعلون ان کنتم مومنین O

تم ہی غالب ہو اگر واقعی تم مومن ہو

اللہ تعالیٰ دشمن ہیں کافروں کے

من کان عدوا للّٰہ و ملٰئکتہ و رسلہ و جبریل و میکل فان اللّٰہ عدو للکفرین O (البقرہ/۹۸)

جو کوئی دشمن ہو اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کے پیغمبروں کا اور جبرئیل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے ان کافروں کا۔

یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جبکہ بعض یہودیوں نے (اس وقت جبکہ آپ ﷺ سے یہ بات سنی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ پر وحی لے آتے ہیں) کہا کہ جبرئیل سے تو ہماری دشمنی ہے یہی جبرئیل ہماری قوم پر مشکل احکامات لے کر آتے ہیں، میکائیل اچھے ہیں کہ بارش اور رحمت لے کر آتے ہیں، اگر میکائیل وحی لے کر آئیں تو ہم بات مان لیں گے، یہودیوں کے اس بیجا مطالبہ پر یہ آیت نازل ہوئی کہ:

قل من کان عدوا لجبریل فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللّٰہ مصدقالما بین یدیہ وھدی وبشری للمومنین O (الخ)

اے نبی ﷺ! آپ یہ کہہ دیجئے کہ جوشخص جبرئیل سے عداوت رکھے اسے یہ جان لینا چاہئے کہ انہوں نے تو یہ قرآن پاک آپ ﷺ کے قلب تک پہنچا دیا ہے اللہ کے حکم سے اور یہ قرآن مجید خود تصدیق کرتا ہے اپنے سے پہلے نازل شدہ آسمانی کتابوں کی اور یہ قرآن رہنمائی کرر ہا ہے اور خوشخبری سنا رہا ہے ایمان والوں کو، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ قانون بتلا دیا کہ جبرئیل ومیکائیل سے دشمنی رکھنے یا اللہ کے رسولوں سے دشمنی رکھنے کا وبال یہ ہوگا کہ انہیں اللہ کی دشمنی کی سزا بھگتنی پڑے گی، کہ اللہ تعالیٰ ایسے کافروں کا دشمن ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ایسے کافروں کے دوست نہیں بلکہ دشمن ہیں۔

خلاصۂ کلام

جب بندۂ مومن کے دل میں اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ اس کا رب اس کے ساتھ ہے تو اس کا ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ آدمی گناہوں سے بچے گا، اس لئے کہ جب گناہ کا اِرادہ کرے گا تو اس کا یہ یقین (کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہیں) اس کو اس گناہ سے روک دے گا۔

دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونے کا تصور بندۂ مومن میں طمانیت اور سکون پیدا کردے گا اور وہ بزدلی اور کم ہمتی جیسی کمزوریوں سے محفوظ رہے گا اور پوری ہمت وقوت اورعزم مصمم اور جذبۂ صادق سے اٹھے گا اور کام کرنے لگے گا۔

تیسرا فائدہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونے کے یقین کی وجہ سے بندۂ مومن ایک خاص قوت وطاقت اپنے اندر محسوس کرے گا یہی طاقت ایمانی وروحانی طاقت ہوگی۔

مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ زندگی کے تمام گوشوں میں اپنے رب کے ساتھ ہونے کیلئے جن اوصاف کی شرط لگائی گئی ہے (کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کے ساتھ ہوتے ہیں، متقیوں اور نیکوکاروں کے ساتھ ہوتے ہیں، صابرین کے ساتھ ہوتے ہیں، وغیرہ وغیرہ)۔ان اوصاف کو اختیار کرنے کی حتی المقدور کوشش کریں، اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنا فضل فرمائے اور ہم میں وہ جذبہ پیدا فرمادے جس سے اللہ تعالیٰ کی معیت، نزدیکی اور قربت نصیب ہوجائے۔آمین۔

تمت بالخیر